نظرات

جب آزادی کے حصول کے لئے ہندوستانی انگریزی سامراج سے ٹکرلے رہے تھے قربانیاں دے رہے تھے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے ہنستے کھیلتے پھانسی پر لٹک رہے تھے کیااس وقت کسی نے یہ بات سوچی تھی کہ جب سرزمین ہندوستان سے انگریز سامراجیت رفوچکر ہوجائے گا اور ہندوستان پر ہندوستانیوں کی حکومت ہوگی اس وقت ہندوستان کو ہندوستانی ہی لوٹ رہے ہوں گے ہر جگہ بھرشٹاچار کا بول بالا ہوگا۔ رشوت کے بغیر کسی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا بڑا مشکل مرحلہ ہوگا۔ چند ٹکوں کے عوض ملک سے کچھ لوگ غداری پر بھی آمادہ ہوں گے منافع خور منافع خوری سے باز نہیں آئیں گے عوام وملک کو نظرانداز کر کے اپنی تجوریوں کو بھرنے ہی کی طرف ان کی تمام توجہ مرکوز ہوگی۔

آج ملک میں کیاحال ہے کوئی بھی محب وطن اس حال کو دیکھ کر دکھی ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ جہاں کبھی رشوت خوری کا نام سننے میں نہیں آتا تھا وہاں بھی رشوت خوری کی جب بات کانوں میں سنائی پڑتی ہے تو دل ودماغ کو دھچکا سا لگتا ہے۔ غریبوں کو آزاد ملک میں راحت کا سامان نصیب ہونے کے بجائے مہنگائی نے مار رکھا ہے۔ نہ تو درمیانی طبقہ ہی مطمئن ہے اور نہ ہی غریب آدمی سکھی ہے۔ راحت وآرام تو دور کی بات ہوگئی ہے کسی نہ کسی طرح سے انسان جی ہی لے یہ ہی غنیمت ہے۔ کس طرح بتایا جائے کہ آج ملک میں مہنگائی سے عام آدمی کی زندگی اجیرن بن چکی ہے اور اس بات کا احساس ان لوگوں کو کہاں ہوگا جو لاکھوں نہیں کروڑوں، اربوں میں کھیل رہے ہیں۔ پہلے گھوٹالے ہوتے تھے ہزاروں کے یا بہت زور دکھایا تو تو لاکھوں کے گھوٹالے سننے میں آتے تھے لیکن اب تو گھوٹالے کروڑوں اور اربوں میں اس طرح آتے ہیں کہ

جیسے کوئی برائی ہی نہیں ہے۔ روزانہ اخبارات میں اسی قسم کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے دلچسپ حیرت ناک اور افسوسناک بات یہ ہے کہ ایک وقت میں کوئی بدعنوان شخص کسی شخص یا جماعت کے نزدیک سب سے زیادہ برا ہے اور بدعنوانی کی وجہ سے قابل نفرت ہے وہ کچھ ہی وقت گزرنے پر اسی شخص یا جماعت کی گود میں بیٹھا ہوا نظر آتا ہے اور پھر اسے وہ سب سے اچھا اور ایماندار کہنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے ہیں۔ ملک کے حالات کا یہ پہلو بڑا ہی افسوسناک ہے اسے ہم کیا کہیں یعنی جب بدعنوان شخص کسی دوسرے پلیٹ فارم پر ہے یا کسی دوسری جماعت میں ہے تو اس کے خلاف زبردست شور و غوغا اٹھانے میں کوئی کسر نہ اٹھائی رکھی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ دوسری جماعت سے چھلانگ لگا کر اپنے مفاد کے حصول کی خاطر اس جماعت میں شامل ہو جاتا ہے تو پھر شور و غوغا مچانے والے اس کی ساری کرتوتوں کو بھول کر اس کے دفاع کے لئے میدان میں کود جاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ پنڈت سکھ رام جی پر کس قدر الزامات لگائے گئے اربوں روپے کے گھوٹالے اس کے نام سے وابستہ کئے گئے اور اخبارات میں شائع ہوئے جس کی وجہ سے پارلیمنٹ میں اس وقت کی اپوزیشن پارٹی نے اس کے خلاف ایک مسلسل پارلیمنٹ کے اجلاس کو چلنے نہ دیا اور اس کے خلاف کارروائی کر کے اسے جیل بھیجنے کے مطالبات کی گونج نے زمین و آسمان ایک کر دیا اور پھر وہ عدالت کے ایک حکم کے تحت جیل میں بھی بند رہا۔ لیکن جب پنڈت سکھ رام جی اس اپوزیشن پارٹی میں جو اس وقت اپوزیشن میں تھی۔ لیکن اس وقت وہ حکمراں جماعت ہے میں شامل ہو گئے اور کسی طرح حکمراں جماعت کو اقتدار کی دہلیز پر پہنچانے کے لئے سیڑھی ثابت ہوئے تو پھر پنڈت سکھ رام جی اس جماعت اور اس کے رہنماؤں کی نظر میں قابل مذمت، قابل نفرت نہ رہے۔ موجودہ سیاست اس قدر گندی ہو چکی ہے کہ اس میں برے کو اچھا اور اچھے کو برا بنا دیا جانا ایک روزمرہ کا کھیل بن چکا ہے اور یہ جو کچھ بھی گندگی ملک کی سیاست یا ملک کے معاشرہ میں سرایت کر چکی ہے وہ ہندوستان ہی میں نہیں ہے دنیا کے ہر ملک میں اس کا نظارہ ہو رہا ہے۔ انسانی قدریں روبہ زوال ہیں اور انسان مغائر باتیں

عروج پر ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ہمیں انسانیت کو ایک گم شدہ چیز سمجھ کر ہی چپ ہو جانا پڑے گا انسانیت کی تلاش کرتے کرتے انسان تھک جائے گا مگر انسانیت کہیں نہیں ملے گی۔ ملک میں الیکشن اس قدر مہنگا ہو گیا ہے کہ عام آدمی تو الیکشن میں امیدوار ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ گو الیکشن کمیشن کی طرف سے امیدواروں پر اخراجات کی حد مقرر ہے مگر اخراجات کی اس حد کا کوئی صحیح معنوں میں خیال رکھے گا تو وہ ہماری سمجھ سے باہر کی بات ہے کہ الیکشن کس طرح لڑے گا؟ جبکہ عوام کا خیال ہے کہ ہر امیدوار اپنے الیکشن پر اس قدر روپے خرچ کرتا ہے کہ الیکشن کمیشن کی حد سے تجاوز ہی ہو جاتا ہے بھاری خرچ کے بعد جب امیدوار کامیاب ہوتا ہے تو پھر وہ اپنے اس خرچ کو پورا کرنے کی طرف اپنی توجہ صرف کرے گا یا پھر وہ قوم کی اور ملک کی مخلصانہ خدمت میں اپنی توانائیاں صرف کرے گا کیا؟ اس سلسلے میں اب دوسرے پہلو کی طرف بھی غور کر لیا جائے۔ پارلیمنٹ کی میعاد پانچ سال ہے لیکن کسی ایک پارٹی کی مکمل اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے پارلیمنٹ میں برسر اقتدار پارٹی جب اپنی اکثریت سے محروم ہو جاتی ہے تو پھر الیکشن کی نوبت آجاتی ہے جس پر حکومت کا بھی اربوں روپے خرچ ہوتا ہے اور امیدوار کا بھی روپیہ پانی کی طرح بہتا ہے بار بار الیکشن پانچ سال میں ایک بار کی بجائے جب تین بار یا پانچ بار الیکشن ہوتے رہے تو پھر ملک کی معیشت بری طرح بگڑے گی اس کی طرف کسی نے بھی اگر توجہ نہ دی تو جمہوریت سے لوگوں کا ناطہ ہی ٹوٹ جائے گا اور پھر وہ الیکشن کو فضولیات ہی کے زمرہ میں رکھنے پر مجبور ہوں گے۔ تمام دنیا میں ہندوستان کی جمہوریت سے شان ہے عزت ہے اور اونچا مقام ہے یہ آئے دن الیکشن کے ہونے سے ملک کے عوام میں الیکشن کے تئیں دلچسپی ختم ہو جائے گی اور جب عوام کی دلچسپی الیکشن میں نہ رہے گا تو پھر جمہوریت بے معنی بات ہو کر رہ جائے گی۔ اندرون ملک جمہوریت کی اہمیت جب نہ رہے گی تو باہر کی دنیا والوں کی نظر میں ہم کیا ہو کر رہ جائیں گے یہ سوچنے سمجھنے کی بات ہے اور اس پر ابھی سے ارباب حل وعقد کو غور وخوض کر لینا چاہئے یہ ہی ملک کے لئے بھی بہتر ہوگا اور ملک کے عوام کے مفاد کے لئے یہ اچھی بات ہوگی۔